(۴۹)

اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھنا چاہیئے

(فرمودہ ۲۷- نومبر ۱۹۱۴ء)

حضور نے تشہد' تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بہت بڑے بڑے احسان ہیں مگر بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نکلتی ہے- ایک ایک ذرّہ ہمارے جسم کا اور ہر ایک ذرّہ ہمارے کھانے کا جو ہمارے پیٹ میں جاتا ہے اور ہر ایک قطرہ پانی کا جسے ہم پیتے ہیں اور تمام وہ ہوا جو ہمارے ارد گرد پھیلی ہوئی ہے اور ہر ایک سانس کے ساتھ ہمارے اندر جاتی ہے اور ہر ایک چیز جس پر ہماری نظر پڑتی ہے' اور ایک ایک لفظ جو ہوا کے ذریعہ ہمارے کانوں میں جاتا ہے اور ہر ایک چیز جسے ہم پکڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلا رہی ہے مگر پھر بھی بہت کم لوگ ہیں جو اس قدر احسانات کی قدر کرتے ہیں-

وہ کیا زمانہ تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا- پھر دنیا نے کس طرح آپ کا انکار کیا اور آپ سے ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے- کہنے والے [1] نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ مَیں نے ہی اسے بڑھایا تھا اور اب مَیں ہی اسے گھٹادوں گا- اور واقعہ میں اس وقت کے حالات ایسے تھے کہ وہ ایسا کہہ سکتا تھا- اس نے سمجھا کہ مَیں نے ہی اشاعۃ السنہ میں اس کی کتاب کی تعریف کی ہے اور میری وجہ سے یہ مشہور ہوا ہے اور مَیں ہی اب ایک مضمون اس کے خلاف لکھ دوں گا اور مَیں ہی اس پر کفر کا فتویٰ لگادوں گا تو یہ گر جائے گا اور تمام لوگ اسے چھوڑدیں گے-

لیکن وہ کیا جانتا تھا کہ خداتعالیٰ نے ایک بیج اپنے ہاتھ سے بویا ہے اور وہ اسے اتنا بڑھائے گا اور اس درخت کو اتنا بڑا بنائے گا کہ اس کے سایہ میں جتنے لوگ بھی آنا چاہیں گے خواہ لاکھوں ہوں یا کروڑوں آجائیں گے اور اس کا سایہ سب کیلئے ہوگا اور اس کی شاخیں پھیلیں گی کہ اس کے نیچے چاہے کتنے آدمی آجاویں وہ سب کو اپنے سائے میں لے لیں گی اور کسی کو سایہ میں لینے سے انکار نہ کریں گی۔ ہاں بدبخت انسان اس کے سایہ کے نیچے آنے سے انکار کریں گے کیونکہ خداتعالیٰ کے رازوں کو وہی لوگ جانتے ہیں جن کو خداتعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آپ کی اس قدر مخالفت ہورہی ہے اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ حضور کو لوگ کس طرح پہچان کر مان لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پہلی رات کے چاند کو تمام دنیا نہیں دیکھ سکتی مگر وہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اندھوں کے سوا سارے لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ تو اس وقت آپ کی شان اور قدر کو کون سمجھ سکتا تھا لیکن آج اللہ تعالیٰ نے ثابت کردیا۔ گو خدا کا مسیح اب موجود نہیں ہے مگر اس کے لگائے ہوئے پودے کو خدا خود سیراب کررہا ہے اور خدا کے ملائکہ اس کے بوئے ہوئے بیج کی پرورش کر رہے ہیں۔ ہماری طرف سے کون سی کوشش ہوئی ہے' یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ لوگوں کے پاس کسی نہ کسی ذریعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی باتیں پہنچ ہی جاتی ہیں۔ سیلون سے ایک آدمی کا خط آیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مَیں نے آپ کی کتابیں دیکھیں اور آپ کو مان چکا ہوں۔ اب مجھے آپ بتلائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے اور کس طرح مَیں اور لوگوں کو بھی یہ حق پہنچاؤں۔ ہماری طرف سے وہاں کون گیا ہے اور کس نے اس کو کتابیں دی ہیں۔ یہ خداتعالیٰ کا اپنا ہی کام ہے۔ ماریشس سے ایک آدمی کا خط آیا ہے وہ بھی اسی طرح لکھتا ہے۔ ہم میں سے کس نے یہ کوشش کی ہے اور کون وہاں گیا ہے' کوئی نہیں گیا۔ یہ باتیں اسی نے وہاں پہنچائی ہیں جس نے تمام دنیا میں سے ایک بے نشان بستی میں رہنے والے انسان کے دل کو اپنے لئے چنا اور جس میں یہ قدرت تھی اسی نے ان دلوں کو دنیا میں تلاش کیا جن میں اس کی تائید کا جوش پایا جاتا تھا اور اسی نے سیلون اور ماریشس وغیرہ میں ایسے دل تلاش کئے جن میں صداقت کا مادہ تھا۔

اسی قادیان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو نہیں جانتے کہ مرزا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کیا کرتا رہا ہے۔ وہ ایک دکانداری سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ مرزا کا

خداتعالیٰ سے کیا تعلق تھا اور خداتعالیٰ کا مرزا سے کیا تعلق تھا۔ مگر سیلون، افریقہ، عرب، ماریشس، برما، مالابار وغیرہ علاقوں میں کس طرح خداتعالیٰ نے آپ کی صداقت کا بیج پھیلادیا اور کس طرح اپنے فضل سے اب پھیلارہا ہے۔ واقعہ میں دنیا پر اللہ تعالیٰ کے فضل بے انتہاء ہیں لیکن لوگ قدر نہیں کرتے۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ لوگ کونسا ایسا کام کرتے ہیں کہ خداتعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے ان میں ایک نبی مبعوث فرماتا ہے اور پھر ایسے لوگوں میں جو کہتے ہیں کہ ہم اس نبی کو قبول نہیں کرتے، مگر اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ لوگ اس کو رد کرتے ہیں مگر خداتعالیٰ ان کو دیتا ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں مگر خداتعالیٰ اس انعام کا اعادہ کرتا ہے۔ لوگ کفر کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس پر اصرار کرتا ہے اور انہیں یہ انعام عنایت فرماتا ہے۔ یہ خالق ہی کا کام ہے جو اس طرح کرتا ہے۔ حدیثوں میں ایک خبر آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ "مسیح ایک منارہ پر نازل ہوگا" ؂۲۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس منارہ کے بنانے کی تجویز کی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو پورا کرنا انسان کا فرض ہے اس لئے حضرت مسیح موعود نے ایک مینار کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس وقت کے حالات کے مطابق مینار کا بننا مشکل کام تھا مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت صاحب نے مشورہ کیلئے چند آدمی جمع کئے تھے۔ بھٹہ تیار ہورہا تھا، اینٹیں بن رہی تھیں، بنیادیں کھودی جارہی تھیں کہ حکیم حسام الدین صاحب مرحوم آئے انہوں نے حضرت صاحب کے سامنے کھڑے ہوکر کہا حضور اس کیلئے دس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے حضرت صاحب باربار فرماویں کہ کوئی ایسی تجویز بتاؤ کہ اس سے کم روپیہ خرچ ہو ہماری جماعت کمزور ہے کہاں دس ہزار روپیہ دے سکے گی۔ اس وقت واقعی اس قدر روپیہ کا جمع ہونا بھی مشکل تھا۔ مگر آج باہر جاکر دیکھ لو ڈیڑھ لاکھ کی عمارتیں کھڑی ہیں اس وقت جتنا منارہ بنا بنا اور پھر اُس وقت بعض وجوہات سے بننا رُک گیا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ حضور نے مینار بنانے کے متعلق اعلان کیا تھا کہ بنے گا اور اب روک دیا گیا ہے اس لئے مخالف لوگ ہنس رہے ہیں اور ہم سے مخول کرتے ہیں۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ اگر سارے کام ہم ہی کرجائیں تو بعد میں آنے والے لوگ کیا کریں گے اور وہ کس طرح ثواب لیں گے پھر آپ نے فرمایا کہ بہت سی برکات ایسی ہیں جن کا نزول مینار کے بننے پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کام اندازے کے مطابق چلتا ہے اور جو وقت اس کے پورا ہونے کا

ہوتا ہے اس سے پہلے خواہ کتنا ہی زور مارا جائے نہیں ہوسکتا- ایک وہ وقت تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا عظیم الشان انسان فرماتا تھا کہ مینار کے خرچ کیلئے دس ہزار سے کم روپیہ کا اندازہ کرو کیونکہ جماعت اس کو برداشت نہیں کرسکتی- پھر آج یہ وقت ہے کہ ڈیڑھ لاکھ کی عمارت باہر تیار کھڑی ہے اور اس کا سب روپیہ اسی جماعت نے دیا ہے- پھر آپ کا یہ فرمانا کہ اگر سب کام ہم ہی کرجائیں تو دوسروں کو ثواب کا موقع کس طرح ملے- اللہ تعالیٰ نے شاید اس کیلئے یہی زمانہ رکھا ہوگا- پرسوں مجھے خیال آیا کہ ہم نے جہاں اور بہت سے کام شروع کئے ہوئے ہیں اور پانچ چھ ہزار روپیہ کا ماہوار خرچ ہے وہاں اس کو بھی شروع کردیا جاوے اور اس میں بھی کچھ خرچ ہوتا رہے اور یہ آہستہ آہستہ بنتا رہے اور خداتعالیٰ ہمیں اس کی تکمیل کا شرف عطا فرمادے اور اس کی برکات کی وجہ سے ابتلاء دُور ہوجاویں- مینار کی تکمیل ہونے پر حضرت صاحب نے بہت سی برکات کے نزول کا وعدہ فرمایا تھا- آج کل بہت سے ابتلاء آنے والے ہیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہی ان میں بھی تخفیف کردے اور ہمیں بچالے-

شائد تم لوگ یہ سامنے کی کھٹ کھٹ دیکھ کر حیران ہوگے کہ یہ کیا ہونے لگا ہے مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ ایک امانت ہمارے ذمہ تھی- مَیں نے چاہا کہ اگر خداتعالیٰ توفیق دے تو اس کو پورا کیا جائے- اس لئے میرا ارادہ ہے کہ جمعہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ کر اس کام کو شروع کرادیں- اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملتی رہے گی مینار بنتا رہے گا اور خداتعالیٰ کے فضل سے ہی مکمل ہوجائے گا- یہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی کام ادھورا نہیں رکھنا چاہا- حضرت مسیح موعودؑ نے کام تو جتنے شروع کئے تھے سارے ہی ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کون ان کو پورا کرے گا مگر خداتعالیٰ جس کا خود کفیل ہو اس کے کاموں کو کون روک سکتا ہے سو اس کی توفیق سے سب کام ایک ایک کرکے پورے ہورہے ہیں- اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ یہ کام بھی ہماری زندگی میں پورا ہوجائے تاکہ حضرت صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ ثواب کون لے اس کے ہم ہی مستحق ہوجائیں اور ہم ہی لے لیں اور خداتعالیٰ کے فضل سے کیابعید ہے- مگر تم دل سے اللہ تعالیٰ کے انعاموں کی قدر اور شکر کرو کیونکہ خداتعالیٰ کا فرمان ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ[3] - اگر انسان خدا کے انعامات کا شکر کرے تو خداتعالیٰ شکر

کرنے والے کو بڑی ترقیات دیتا ہے- سو تم یہ خیال مت کرو کہ تم نے بھی دین کی کوئی خدمت یا کام کیا ہے بلکہ تم خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں دین کی خدمت کرنے کا موقع دیا ہے- تم اپنی خدمات کا خیال کبھی دل میں نہ لاؤ- خوب یاد رکھو کہ جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے خدمات دین کیں انہیں کو ٹھوکر لگتی ہے اور پھر ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ پھر ان کو اُٹھنے کا موقع ہی نہیں ملتا-

پس تم یہ خیال نہ کرو کہ ہم نے یہ کام کیا ہے- تمہاری ہستی ہی کیا ہے آنحضرت ﷺ نے بھی کبھی نہیں کہا کہ میری وجہ سے اس طرح ہوا ہے- حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حضور وفات کے بعد کہاں جائیں گے تو آپ نے فرمایا- اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا تو جنت میں جاؤں گا- انہوں نے عرض کیا- کیا آپ کو بھی جنت میں جانے کی نسبت معلوم نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں جانا اعمال پر منحصر نہیں ہے بلکہ خداتعالیٰ کے فضل پر ہے- وہ جس کو چاہے جنت میں داخل کردے گا[۲] - تو نبی کریمؐ جیسے عظیم الشان انسان نے بھی اپنا جنت میں جانا اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر بتلایا- اور آپ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے ایسے ایسے کام کئے ہیں اس لئے مَیں ضرور جنت میں جاؤں گا بلکہ آپ نے اعمال کو ہیچ سمجھا تو اور کون ہے جو اپنے اعمال پر بھروسہ رکھ سکے- جب حضرت خَاتَمَ النَّبِیّٖن ؐ جیسا انسان اتنی احتیاط کرتا ہے اور وہ بھی خدا کی قدرت اور جمال کو دیکھ کر اپنی کمزوری اور عاجزی کا اقرار کرتا ہے تو تمہاری کیا ہستی ہے-

پس تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرو- اگر تمہارے ہاتھوں سے کوئی خدمت سرانجام ہو تو یہ نہ کہو کہ ہم نے ایسا کیا بلکہ خدا کا شکر کرو- کیا لاکھوں انسان ایسے نہیں؟ جن کو حضرت مسیح موعود کا علم ہی نہیں- انہیں آپ کی شناخت کا موقع نہیں ملا لیکن تم نے کیا کیا تھا کہ تمہیں شناخت کی توفیق ملی' یہ خداتعالیٰ کا فضل تھا- پھر کیا لاکھوں انسان ایسے نہیں ہیں جن کو آپ کی خبر ہوئی لیکن انہوں نے انکار کردیا لیکن تمہارے کون سے اعمال تھے کہ تمہیں مسیح موعود کے ماننے کی توفیق ملی' یہ خداتعالیٰ کا فضل' رحم اور احسان ہی تھا اور کچھ نہ تھا- پھر کیا ہزاروں انسان ایسے نہیں ہیں جنہوں نے آپ کا انکار تو نہیں کیا لیکن ان کو ایمان لانا نصیب نہیں ہوا لیکن تم میں کون سی خوبی تھی کہ تمہیں یہ موقعہ حاصل ہوا' یہ صرف خداتعالیٰ کا فضل ہی تھا- پھر کئی انسان ایسے ہیں جنہوں نے آپ کو مان کر انکار کردیا لیکن تم

نے کون سے ایسے کام کئے تھے کہ خداتعالیٰ نے تمہارے ایمان کی حفاظت کی' یہ محض اس کا فضل تھا- پھر ایسے بھی انسان ہیں جنہوں نے مان کر انکار تو نہیں کیا لیکن کسی اور وجہ سے ان کو ٹھوکر لگ گئی ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ تم محفوظ رہے ہو' یہ خداتعالیٰ کا فضل ہی ہے-

پھر ہزاروں لوگ قادیان میں آئے لیکن انہیں خدمت دین کا اس قدر موقع نہ ملا جس قدر تم کو ملا ہے لیکن تم نے کون سا کام کیا تھا کہ خداتعالیٰ نے تم کو یہ موقع دیا ہے' یہ اس کا احسان اور فضل ہی ہے- تم میں سے کون ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میری وجہ سے یہ جماعت بڑھی اور میری وجہ سے یہ سلسلہ قائم ہوا- جو خدا اتنے دلوں کو یہاں پھیر کر لایا ہے اور آج تک مسیح موعودؑ کے کاموں کو انجام دیتا رہا ہے' وہ اب بھی باقی کاموں کیلئے تمہارا ہرگز محتاج نہیں ہے- تم اگر کوئی خدمت دین کرتے ہو تو شکر کرو کہ خدا نے تمہیں اپنے فضل سے یہ موقع دیا ہے- انبیاء کی صحبت میں بیٹھنے والوں کا بھی کیا عجیب حال ہوتا ہے- نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ ایک صحابی ۵؎ کو بلا کر فرمایا- کیا تمہیں کچھ بتائیں- اس نے عرض کیا حضور فرمائیے- آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ مَیں تمہیں سورۃ البیّنۃ (لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) پڑھاؤں- اس نے زور دے کر پوچھا- کیا خدا نے آپ کو فرمایا ہے کہ آپ مجھے یہ سورۃ پڑھائیں اور اس فقرہ کو بار بار دُہراتا اور زور زور سے روتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا مَیں بھی اس لائق ہوں کہ خداتعالیٰ مجھے یاد کرے ۶؎ - تو واقعہ میں انسان کا یہی کام ہے کہ اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھے- لاکھوں انسان مسیح موعودؑ کے زمانہ کو ترستے گئے ہیں- پھر وہ کیسے خوش قسمت ہیں جنہیں خداتعالیٰ نے اپنا مأمور بھیج کر اپنی طرف بلایا اور ان سے کچھ کام لیا- اگر انسان اپنے آپ کو اور خدا کے احسانوں کو دیکھے اور غور کرے تو اسے اپنی حقیقت معلوم ہوجائے- اس سے زیادہ اللہ کا اور کیا فضل ہوگا کہ ایک نطفہ سے پَیدا شدہ کو خدا فرمائے کہ ہم تم سے یہ کام لیتے ہیں- سو اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی قدر کرو اور دعا کرو کہ خداتعالیٰ تم سے یہ کام بھی لے لے- حضرت صاحب نے اس کیلئے بڑی بڑی دعائیں کیں اور بڑی بڑی دعاؤں کی بعد اس کی بنیادیں رکھی تھیں- شاید ہماری ہی غلطیوں کی وجہ سے اس میں روک پڑ گئی ہو-

آؤ اب ہم دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں تا کہ خداتعالیٰ اس کی تکمیل کی ہمیں توفیق دے- اور شکریہ ادا کرو کہ تم کو بہت سے کام کرنے کی توفیق ملی ہے- خداتعالیٰ ہم سے

نیک اور پاک خدمتیں لے اور ہم شکر کریں کہ ہم میں تکبر پیدا نہ ہو- پہلا گناہ ہی اباء ہے جو تکبر سے پَیدا ہوا- خداتعالیٰ ہمیں اباء اور استکبار سے محفوظ رکھے- ہمارا انجام نیک ہو- خداتعالیٰ کی رضاء کے ماتحت ہماری زندگی اور موت ہو- اس کی رضاء کے ماتحت جو کام ہم سے ہوگئے ہیں یا ہوں گے ان سے آگے دنیا کو فائدہ ہو اور ہم کو ثواب پہنچے-

(الفضل ۳- دسمبر ۱۹۱۴ء)

۱؎ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ-

۲؎ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہٗ

۳؎ ابراھیم:۸

۴؎ بخاری کتاب الرقاق باب القصد والمداومۃ علٰی العمل-

۵؎ اس صحابی کا نام ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھا-

۶؎ بخاری کتاب المناقب باب مناقب اُبی بن کعب-